بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معجزات

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا آپ کی قبرِ مبارک پر جانا اور سلام کرنا، آپ کا جواب دینا معجزہ ہے

جماعت المسلمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معجزات

معجزہ کے معنیٰ

"مُعْجِزَة" اِعْجَاز سے مشتق ہے۔ معجزہ کے معنیٰ وہ خارقِ عادت بات جس کو اللہ تعالیٰ کسی نبی علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر کرے اور دوسرے وہ کام نہ کر سکیں، جمع مُعْجِزَاتٌ (المنجد) یعنی ایسا کام جو صرف نبی علیہ السلام ہی کر سکیں اور دوسرے کرنے سے عاجز و بے بس ہوں وہ معجزہ کہلاتا ہے۔

معجزات صرف نبی علیہ السلام پیش کرتا ہے

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر فتح کر لی تو آپ نے مقتولینِ بدر سے خطاب فرمایا: اے فلاں بن فلاں، اے فلاں بن فلاں کیا تمہیں اب اس بات کی خواہش ہے کہ کاش تم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی...... تو حضرت عمرؓ نے عرض کی "کیا آپ ایسے جسموں سے بات کر رہے ہیں جن میں روح نہیں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے ہو (یعنی بطور معجزہ اللہ تعالیٰ نے میری باتیں ان کو سنا دیں) البتہ یہ جواب نہیں دے سکتے (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی آواز سنی۔

فقال یارسول اللہ اتناديهم بعد ثلاث وهل يسمعون ويقول الله تعالیٰ (انك لا تسمع الموتیٰ) فقال والذی نفسی بیدہ ما انتم باسمع لما اقول منهم لكن لا يستطيعون ان يجيبوا (صحیح مسلم ورواہ احمد فتح الباری شرح صحیح بخاری ۷/۳۰۲)

تو کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ان کو مرے ہوئے) تین دن گذر چکے ہیں اور ان کو آپ پکار رہے ہیں کیا وہ سنتے ہیں؟ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے) آپ نے فرمایا: اس ہستی کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو کچھ میں کہہ رہا ہوں تم اِن کے مقابلہ میں زیادہ نہیں سن رہے ہو، لیکن یہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔

امام قتادہ کہتے ہیں:۔

احیاھم اللہ حتی اسمعھم قولہ توبیخًا

اللہ تعالیٰ نے ان کو (اس وقت) زندہ کر دیا حتیٰ

وتصغيرًا ونقيمةً وحسرةً وندمًا (فتح الباری شرح صحیح بخاری) — کہ آپ کا قول ان کو سنا دیا سزائً وتذلیلاً وتنبیہً وحسرۃً وندمًا۔

لہٰذا معجزہ پر اعتراض فضول ہے بلکہ یہ عقیدہ ہونا چاہیئے کہ یہ وقتی اور عارضی ہوتا ہے اور صرف نبی علیہ السلام ہی معجزہ دکھا سکتا ہے۔

قبرستان میں نماز جنازہ پڑھنا منع ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :-

نهى ان يصلى على الجنائز بين القبور (رواه ابن الاعرابی فی معجمہ والطبرانی فی الاوسط واسنادہ حسن۔ احکام الجنائز للالبانی ص۱۰۸) — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ کوئی قبروں کے درمیان نماز جنازہ پڑھے۔

اس حدیث کی رو سے قبرستان میں نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیئے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبرستان میں نماز جنازہ پڑھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :-

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی علی قبرٍ (صحیح مسلم ۲/۶۵۹) — نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر پر نماز جنازہ پڑھی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں :-

انتهى رسول الله صلى الله عليه وسلم الى قبر رطب فصلى عليه وصفوا خلفه .... (صحیح مسلم) — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک تازہ قبر پر آ کر رکے۔ پھر آپ نے اس کی نماز پڑھی اور انہوں نے ان کے پیچھے صف باندھی۔

پہلی حدیث میں قبرستان میں نماز جنازہ پڑھنا منع ہے اور دوسری دو احادیث میں قبرستان میں نماز جنازہ پڑھنے کا ثبوت موجود ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نبی علیہ السلام معجزانہ طور پر قبرستان میں نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے اور غیر نبی نہیں پڑھ سکتا۔ کیونکہ آپ نے فرمایا تھا: اِنَّ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْءَةٌ ظُلْمَةً عَلٰى اَهْلِهَا وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلَاتِيْ عَلَيْهِمْ (صحیح مسلم ۲/۶۵۹)۔

یعنی یہ قبریں اپنے اہل پر اندھیروں سے بھری ہوتی ہیں۔ اللہ عز وجل میری نماز کی برکت سے ان پر ان کی قبروں کو روشن کر دیتا ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

بینما النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حائط لبنی النجار علی بغلة له ونحن معه اذ حادت به فکادت تلقیه واذا اقبر ستة او خمسة او اربعة فقال من یعرف اصحاب هذه الاقبر فقال رجل انا قال فمتی مات هؤلاء قال ماتوا فی الاشراك فقال ان هذه الامة تبتلی فی قبورها فلولا ان لا تدافنوا لدعوت الله ان یسمعکم من عذاب القبر الذی اسمع منه ..... (صحیح مسلم ۴/ ۲۲۰)

اس حال میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک خچر پر سوار بنو نجار کے ایک باغ میں تھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے کہ خچر آپ کو لیکر بدکا اور قریب تھا کہ آپ کو گرا دے تو کیا دیکھتے ہیں کہ چھ یا پانچ یا چار قبریں ہیں۔ آپ نے فرمایا : ان قبر والوں کو کون پہچانتا ہے؟ ایک شخص نے کہا میں۔ آپ نے فرمایا : یہ لوگ کس حالت میں مرے؟ تو کہا شرک کی حالت میں۔ آپ نے فرمایا : اس امت کی آزمائش ان کی قبروں میں کی جائے گی۔ اگر مجھے اس بات کا (خدشہ) نہ ہوتا کہ کہیں تم دفن کرنا نہ چھوڑ دو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتا کہ وہ تمہیں عذاب قبر سنا دے جو (اس وقت) میں سن رہا ہوں۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ آپ "عذابِ قبر" سن رہے تھے۔ عذابِ قبر کا سننا یہ صرف ایک نبی علیہ السلام کا خاصہ ہے۔ غیر نبی اس پر قادر نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ معجزانہ کیفیت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں :۔

مرّ رسول الله صلی الله علیه وسلم علی قبرین فقال اما انهما لیعذّبان وما یعذبان فی کبیر...... (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے۔ آپ نے فرمایا : ان دونوں قبروں میں عذاب ہو رہا ہے اور عذابِ قبر کسی بڑی بات پر نہیں ہو رہا ہے۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ آپ عذاب قبر سن رہے تھے۔ یعنی دونوں احادیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ کو قبروں سے عذاب دئے جانے کی آواز آ رہی تھی اور آپ آواز سن رہے تھے۔ معترضین ان احادیث پر غور کریں۔ جبکہ حضرت عیسی علیہ السلام سلام کا جواب نہیں سنیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا. (صحیح مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مُردوں سے بات کرنا، قبرستان میں نماز جنازہ پڑھنا، عذابِ قبر سننا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا یہ سب معجزات ہیں۔

اسی طرح درج ذیل معجزے پر بھی غور فرمائیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليهبطن عيسى بن مريم حكمًا عدلًا واماما مقسطًا وليسلكن فجا حاجًا او معتمرًا او بنيتهما وليأتين قبري حتى يسلم علىّ ولا ردن عليه (رواه الحاكم فى مستدركه ٢/٥٦٥ وصححه الحاكم ووافقه الذهبى ، كنز العمال ١٤/٣٣٥)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : عیسیٰ بن مریم علیہما السلام (آسمان سے) اتریں گے با انصاف حاکم بن کر اور با انصاف امام بن کر اور وہ کشادہ راستے پر چلتے ہوئے ضرور حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت کر کے ضرور میری قبر پر آئیں گے حتیٰ کہ مجھے سلام کریں گے اور میں ان کو ضرور جواب دونگا۔

قارئین ! یہ وہ پیشین گوئی ہے جو ایک نبی علیہ السلام دوسرے نبی علیہ السلام کے بارے میں کر رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذریعہ وحی اس پیشین گوئی کی خبر دی۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آپ کی قبر پر جانا، سلام کرنا اور آپ کا جواب دینا یہ سب باتیں دو نبیوں علیہما السلام کے درمیان ہیں اور یہ چیز بطور معجزے کے بتائی گئی ہے۔ اس کیفیت کو عام لوگوں پر یا عام حالت پر منطبق کرنا صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ معجزہ ہے۔ معجزہ عام آدمی نہیں دکھا سکتا۔ یہ صرف انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے پھر تعجب اور اعتراض کیوں ؟ الغرض معترضین کو اس حدیث پر ایمان لانا پڑے گا اور سرِ تسلیم خم کرنا پڑے گا۔

یہ تو تھی وہ کیفیت جو ایک نبی علیہ السلام دوسرے نبی علیہ السلام کے بارے میں بتا رہا ہے لیکن درج ذیل حدیث کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جو حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو لوٹا دیتا ہے سلام کا جواب دینے کے لئے

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں :-

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَامِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اُرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ (صحیح ابوداؤد للالبانی ۱/۳۸۳ ، رواہ الطبرانی فی الاوسط ۴/۸۴ ، فتح الباری شرح صحیح بخاری ۶/۴۸۸ و قال الحافظ ابن حجر درواتہ ثقات)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :- نہیں ہے کوئی (جو میری قبر پہ آکر) مجھے سلام کرے گا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ میری روح (میرے جسم میں) لوٹا دے گا۔ حتیٰ کہ میں اسے سلام کا جواب دوں گا۔

اس حدیث کا آپ کیسے انکار کرسکتے ہیں۔ یہ حدیث مزید آپ کے باطل عقیدے کی تردید کرتی ہے اور سابقہ حدیث کو تقویت دیتی ہے۔ لہٰذا ہمیں امید ہے کہ آپ حضرات صحیح احادیث پر ایمان لائیں گے اور اپنے غلط عقیدہ کو چھوڑ دیں گے۔

بعد ازاں اب آپ کا امام ابوداؤد ، امام طبرانی ، حافظ ابن حجر اور دوسرے ائمہ جنہوں نے اس حدیث کو نقل کیا اور صحیح کہا کیا رائے ہے؟ آپ کے امام ناصر الدین البانی صاحب بھی اس حدیث کو صحیح کہنے والوں میں شامل ہیں۔

انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

انبیاء احیاء فی قبورھم یصلون ۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری ۶/۴۸۷ وصحح البیہقی) (الاحادیث الصحیحہ للالبانی ۲/۱۸۷)

انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اس حال میں کہ وہ نماز پڑھتے رہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

وقد رایتنی فی جماعۃ من الانبیاء فاذا موسیٰ قائم یصلی.....فاذا عیسیٰ

میں نے اپنے آپ کو انبیاء علیہم السلام کی ایک جماعت میں دیکھا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ موسیٰ علیہ

بن مریم قائم یصلی .... ابراھیم قائم یصلی (صحیح مسلم، فتح الباری ۶/۴۸۷)

السلام نماز پڑھ رہے ہیں، عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھ رہے ہیں، ابراہیم علیہ السلام نماز پڑھ رہے ہیں۔

اس حدیث کے بارے میں آپ حضرات کا کیا خیال ہے؟

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر پر ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے

حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

اکثروا الصلوٰۃ علیّ فان اللہ وکّل بی ملکًا عند قبری فاذا صلی علیّ رجل من اُمّتی قال لی ذلك الملك یا محمد ان فلان بن فلان صلی علیك الساعة۔ (الاحادیث الصحیحہ ۴/۴۳)

مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ اللہ تعالیٰ میری قبر کے پاس ایک فرشتہ مقرر کر دے گا۔ جب کوئی شخص میری امت میں سے مجھ پر درود بھیجے گا تو وہ فرشتہ مجھ سے کہے گا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فلاں بن فلاں نے آپ پر اس وقت درود بھیجا ہے۔

اس کے علاوہ درج ذیل الفاظ بھی روایت کئے گئے ہیں :۔

ان للہ ملکًا اعطاہ اسماع الخلائق فھو قائم علی قبری اذا مت (الاحادیث الصحیحہ)

اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کی سماعت عطاء کر دی ہے۔ جب میں وفات پا جاؤں گا وہ میری قبر کے پاس کھڑا رہے گا۔

دنیا کے کسی بھی خطہ سے جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے یہ مقرر فرشتہ نام بنام بتا دیتا ہے کہ فلاں شخص نے آپ پر درود بھیجا ہے۔ ایک جماعت فرشتوں کی ایسی ہے جو آپ کو سلام پہنچاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

ان للہ ملٰئکةً سا حین فی الارض

اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین میں

یبلغون من امتی السلام (رواہ النسائی ۱/۶۸۴ وسندہ صحیح) سیر و سیاحت کرتے رہتے ہیں (ان کی غرض وغایت یہ ہوتی ہے کہ) وہ میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔

الغرض بدر کے مقتولین کا سننا، آپ کا قبر پر نماز جنازہ پڑھانا، قبر کا عذاب سننا، خچر کا عذاب قبر سننا، حضرت عیسٰی علیہ السلام کا آپ کی قبر پر جانا، سلام کرنا اور آپ کا جواب دینا، کسی مسلم کا آپ کی قبر پر جانا، سلام کرنا، آپ کی روح کا لوٹنا، سلام کا جواب دینا، انبیاء علیہم السلام کا قبروں میں زندہ ہونا، انبیاء علیہم السلام کا اپنی قبروں میں نماز پڑھنا، آپ کی قبر کے پاس ایک فرشتہ کا مقرر ہونا، فرشتہ کو تمام مخلوق کی سماعت کی صفت سے نوازنا اور فرشتوں کا آپ کو آپ کی امت کا سلام پہنچانا ان تمام باتوں پر ایمان لانا ہے۔ ہم ان تمام باتوں کی کیفیات کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں کیونکہ یہ تمام باتیں ایمان بالغیب کے سلسلہ میں ہیں۔ ان تمام باتوں کا علم ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے ذریعہ سے ہوا۔ نہ ہم نے دیکھا ہے نہ مشاہدہ کیا۔ لہٰذا ایسی باتوں کو ایمان بالعقل کی کسوٹی پر نہ پرکھا جائے ورنہ ٹھوکر کھائیں گے اور بھٹک جائیں گے۔ علاوہ ازیں یہ معجزات ہیں اور معجزات عقل کو عاجز کرنے والے ہوتے ہیں جس طرح آپ اور معجزات کو تسلیم کر لیتے ہیں اسی طرح ان معجزات کو بھی تسلیم کر لیجئے۔

اب حدیث کی صحت کے بارے میں بحث ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث کی صحت پر بحث

حدیثِ عیسٰی علیہ السلام کو بعض حضرات نے موضوع کہا ہے کیونکہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی کذاب ہے لہٰذا حدیث موضوع ہے۔ لکھتے ہیں:۔

اسحٰق بن شاہین سے اس نے روایت بیان کی ہے اور یہ کذاب ہے ......
محدثین اس کو جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ ابن عدی نے جھوٹا کہا ہے وغیرہ وغیرہ۔
(رسالہ حبل اللہ ص۶۷ اشاعت ۱۷)

قارئین کرام یہ جرح "جو حبل اللہ" کے مؤلفین نے نقل کی ہے، "ابو الطیب محمد بن احمد الحیری" پر نہیں ہے۔ یہ جرح تو محمد بن احمد بن حمدان، ابو الطیب الرسعنی پر ہے (میزان الاعتدال ۴۵۸/۳) "حبل اللہ" کے مؤلفین نے "محمد بن احمد بن حمدان ابو الطیب" کی جرح "ابو الطیب محمد بن احمد الحیری" کے کھاتے میں ڈال کر حدیث کو موضوع قرار دے دیا۔ قارئین! کیا یہ دھوکا و فریب نہیں ہے؟ ان حضرات کو اتنا بھی ہوش نہیں ہے کہ اس حدیث کو البانی صاحب نے بھی ضعیف قرار دیا ہے مگر انہوں نے بھی یہ علت نہیں بتائی۔ کم از کم ہماری نہیں تو اپنے عالم کی ہی بات تسلیم کر لیتے۔ لہٰذا یہ جرح محض ذہن پرستی کی غماز ہے۔

اس حدیث کو ضعیف کہنے میں البانی صاحب کی عدم تحقیق

البانی صاحب نے جن علّتوں کی طرف اشارہ کیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

البانی صاحب کہتے ہیں :- اس حدیث میں تین علّتیں ہیں:

① عطاء مجہول ہے۔

② ابن اسحٰق مدلّس ہیں۔

③ اس کی سند میں اختلاف ہے (الاحادیث الضعیفۃ ۶۴۵/۲)

قارئین اِن تینوں علّتوں کی حقیقت ملاحظہ فرمائیے :-

① عطاء مجہول نہیں ہے۔ ابنِ حجر لکھتے ہیں: عطاء المدنی مولیٰ ام صبیّۃ مقبول (تقریب)

ابن حبان نے عطاء کو ثقہ کہا ہے، وثقہ ابن حبان (تہذیب)

امام ذہبی نے کہا ہے کہ عطاء نے مقبری سے تفرد کیا ہے۔ (میزان)

لیکن امام ذہبی نے (اسکاشف ۲۳۴/۲) پر عطاء کو ثقہ کہا ہے۔

امام ابن حبان اور امام ذہبی عطاء کو ثقہ کہہ رہے ہیں تو عطاء مجہول کہاں ہوا۔ لہٰذا البانی صاحب کا یہ کہنا کہ عطاء کو صرف ابن حبان نے ثقہ کہا ہے عدم تحقیق کی وجہ سے ہے۔ الغرض یہ علّت عدم تحقیق کی وجہ سے کالعدم ہے۔

② محمد بن اسحٰق مدلّس ہیں۔ یہ کوئی علّت نہیں ہے۔ اس فن سے ائمہ پر حرف آتا ہے مزید

برآں امام مسلم، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ترمذی اور دوسرے ائمہ حدیث نے مدلسین کی احادیث کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ لہٰذا ہم بھی مدلس راوی کی حدیث کو صحیح مانتے ہیں۔ الغرض یہ علت بھی کالعدم ہے۔

(۳) "اس کی سند میں اختلاف ہے"۔

امام ابوزرعہ نے اس حدیث کی سند میں کچھ اختلاف بتایا ہے۔ ابوزرعہ خود کہتے ہیں :۔

حدثنا ابو الاصبغ عبد العزیز بن یحییٰ الحرانی عن محمد بن سلمة عن ابن اسحٰق عن سعید بن عطاء مولیٰ ام صبیة عن ابی ھریرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھذا اصح (الاحادیث الضعیفۃ ۲/۶۴۸)

یعنی یہ روایت زیادہ صحیح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دوسری روایات بھی ٹھیک ہیں اگرچہ کم درجہ کی سہی۔ پھر البانی صاحب کہتے ہیں کہ یعلیٰ بن عبید کی روایت بھی اس کی تائید کرتی ہے (حوالہ مذکورہ) الغرض حدیث صحیح ہے۔ البانی صاحب کا اس حدیث پر ضعف کا حکم لگانا عدم تحقیق کی وجہ سے ہے۔

پھر اس حدیث کو امام ابن حجرؒ نے (المطالب العالیہ ۴/۳۴۹) پر نقل کیا ہے اور امام بوصیریؒ نے اس حدیث پر سکوت کیا ہے کیونکہ امام بوصیریؒ (المطالب العالیہ) کے حاشیہ پر حدیث کے صحیح یا حسن یا ضعیف ہونے کا حکم لگاتے ہیں مگر مندرجہ بالا حدیث پر ان کا سکوت ہے۔ یہ بات بھی قابل غور ہے۔

اب کچھ اعتراضات اور ان کے جوابات

اعتراض ابوجابر عبداللہ دامانوی کا اعتراض۔ کہتے ہیں: "موصوف نے اس روایت کو مستدرک حاکم (۲/۵۹۵) کے حوالہ سے نقل کر کے کہا ہے: سندہ صحیح"۔

جواب جناب شیخ الحدیث مسعود احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سندہ صحیح بعد میں کہا ہے اس سے پہلے دو محدث اس حدیث کو صحیح کہہ چکے ہیں۔ صححہ الحاکم ووافقہ الذھبی (مستدرک حاکم ۲/۵۹۵)

اعتراض لیکن اس روایت کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: واقول محمد بن اسحاق مدلس وقد عنعنہ وعطاء مولی ام حبیبۃ لم اعرف لعل ام حبیبۃ محرفہ ام صبیۃ فان عطاء مولی ام صبیۃ من رجال النسائی عن ابی ھریرۃ وعنہ سعید المقبری وھو مجھول (الصحیحۃ ۲۰ ص ۳۹۰)

اور میں (البانی) کہتا ہوں کہ امام محمد بن اسحاق مدلس اور انہوں نے یہ روایت عن سے روایت کی ہے اور عطاء مولیٰ ام حبیبہ کو میں نہیں جانتا اور شائد ام حبیبہ تحریف ہے ام صبیبہ کیونکہ عطاء ام صبیبہ کے مولیٰ ہیں اور سنن النسائیؒ کے رجال میں سے ہیں اور جناب ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے جناب سعید المقبری روایت کرتے ہیں وہ (یعنی عطاء) مجہول ہیں۔

جواب عطاء ام صبیبہ مجہول نہیں ہے۔ دیکھئے سابقہ اوراق۔
محمد بن اسحٰق مدلس نہیں ہیں سابقہ اوراق ملاحظہ کیجئے۔

اعتراض اب اگر موصوف کے مقلدین کو یہ جستجو لاحق ہوگی کہ وہ کس طرح موصوف کی پیش کردہ اس روایت کو صحیح ثابت کرتے ہیں۔

جواب ہم گذشتہ اوراق میں حدیث کو صحیح ثابت کرچکے ہیں۔ بعد ازاں تحقیق تو ہم نے کی ہے۔ البانی صاحب نے تحقیق کا خاطر خواہ حق ادا نہیں کیا۔ رہا معاملہ مقلدین کا تو قارئین کرام اس کتابچہ کو پڑھ کر خود فیصلہ کرسکتے ہیں کہ مقلد کون ہے؟

اعتراض "موصوف کی تحقیق سے ان کا عقیدہ
بھی کھل کر سامنے آچکا ہے"

جواب ہمارا عقیدہ وہی ہے جو ائمہؒ حدیث کا ہے۔ امام حاکمؒ، امام ذہبیؒ، امام السندیؒ امام البوصیریؒ اور امام ابن حجرؒ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور ضعیف نہیں کہا اور نہ دوسرے ائمہؒ نے ضعیف کہا ہے۔ الحمد للہ ہمارا عقیدہ قرآن وحدیث پر ہے اور آپ حضرات کا عقیدہ خود ساختہ ہے۔

اعتراض نیز یہ روایت صحیح مسلم کی صحیح روایت کے بھی خلاف ہے یعنی "والذی نفسی بیدہ لیھلن ابن مریم بفج الروحا حاجًا او معتمرًا او لیثنیھما"

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ البتہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام روحاء کی گھاٹی سے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ہے لبیک کہتے ہوئے آئیں گے۔ حج یا عمرہ یا قران کریں گے۔

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر عیسیٰ علیہ السلام کے حاضر ہونے یا سلام اور جواب کا کوئی ذکر نہیں۔ اس لئے مستدرک کی روایت میں جو زیادتی ہے وہ منکر ہے۔

جواب یہ روایت صحیح مسلم کے خلاف نہیں ہے۔ اگر صحیح مسلم میں یہ الفاظ ہوتے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے اتریں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر نہ جائیں گے نہ سلام کریں گے اور نہ جواب ملے گا ان الفاظ کے ساتھ صحیح مسلم میں یہ حدیث ہوتی تو پھر مستدرک حاکم کی حدیث خلاف ہونے کی وجہ سے ضعیف مانی جاتی لیکن ایسے الفاظ صحیح مسلم میں نہیں ہیں تو مستدرک حاکم کی حدیث صحیح مسلم کے خلاف کہاں ہوئی۔ مزید برآں ثقہ راوی کی زیادتی مانی جاتی ہے۔ جبکہ وہ کسی صحیح حدیث کے خلاف نہ ہو۔ لہٰذا "لیاتین قبری حتیّ یسلم علیّ ولاردن علیه" کے الفاظ کسی صحیح حدیث کے خلاف نہیں ہیں تو پھر ان کا انکار محض ذہن پرستی کی بنیاد پر ہے۔

اعتراض "اس تفصیلی بحث سے ان راویوں اور ان کی بیان کردہ حاکم کی روایت کی حیثیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔"

جواب ہم نے بھی تفصیل سے جواب دے دیا ہے جس سے قارئین کو آپ حضرات کے دھوکے و فریب کا اندازہ بخوبی ہو جائے گا۔

اعتراض جس کی بنیاد پر نبی علیہ السلام کی قبر سے سلام کا جواب دینے کا قصہ بیان کر کے موصوف نے اپنے آپ کو عقیدہ کے لحاظ سے بریلوی اور دیوبندیوں کے گروہ میں شامل کر دیا ہے۔

جواب قارئین ہم نے جو کچھ بھی نقل کیا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کردہ قصہ نقل کیا ہے، آپ کی پیشین گوئی نقل کی ہے، جو قبر کے اندر کی بات ہے جو آپ اپنی امت کو خود بتا گئے تھے۔ آپ سلام کا جواب دیں گے تو قبر کے اندر دیں گے۔ اس کا اس دنیا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسی طرح آپ نے بہت سی باتیں قبر کے اندر کی بتائی

ہیں ایسی ہی یہ بھی ایک بات ہے۔ لہٰذا ہم یہ حدیث بیان کر کے ائمہ محدّثین کی صف میں کھڑے ہو گئے ہیں۔ ہم پر بریلوی اور دیوبندی کا طنز کرنے والے خود صحیح حدیث کا انکار کر کے منکرینِ حدیث کی صف میں جا کھڑے ہوئے ہیں۔

اعتراض اللہ تعالیٰ قرآن و احادیث پر غور و فکر کی توفیق سے نوازے اور قرآن و صحیح احادیث کی بنیاد پر ہی ایمان و عقیدہ کو استوار کرنے کی ہمّت عطاء فرمائے آمین۔

جواب الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے جماعت المسلمین کو غور و فکر کی دولت سے مالا مال کیا ہے اس کا منہ بولتا ثبوت ہماری کتابیں "تفسیر قرآنِ عزیز، تفہیم الاسلام، منہاج المسلمین، تاریخ الاسلام والمسلمین" و دیگر کتابیں جو قرآنِ مجید اور صحیح احادیث سے بریز ہیں اور یہ حقیقت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ معترضین دنیا گھوم آئیں اور پھر جماعت المسلمین کے اجتماعات میں آئیں تو ان شاء اللہ قرآن مجید و احادیث پر عمل ہمارے ہاں پائیں گے۔

درج ذیل احادیث کے بارے میں معترضین کیا کہتے ہیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :-

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یقول من زار قبری او من زارنی کنت لہ شہیدًا او شفیعًا و من مات فی احد الحرمین بعثہ اللہ عزوجل فی الآمنین یوم القیامۃ (المطالب العالیہ ۱/۳۷۱ وسندہ صحیح)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے جس نے میری قبر کی زیارت کی یا جس نے میری زیارت کی تو میں اس کے لئے گواہ ہوں گا اور شفیع ہوں گا اور جو شخص حرمین میں کسی جگہ مرا تو اللہ عزوجل قیامت کے دن اس کو امن والے حضرات میں اٹھائیگا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے :-

کان اذا قدم من سفر صلی رکعتین فی مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم اتی القبر فقال السلام علیک

جب ابن عمر رضی اللہ عنہ سفر سے آتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آتے اور دو رکعت نماز پڑھتے۔ پھر آپ کی قبر مبارک پر

یا رسول اللہ السّلام علیك یا ابابکر السّلام علیك یا ابہ (المطالب العالیہ مع البوصیری اسنادہ ورواہ عبدالرزاق باسناد صحیح)

آتے اور کہتے کہ السلام علیك یا رسول اللہ، السّلام علیك یا ابابکر، السلام علیك یا ابہ۔

ایک اور روایت ہے :۔

کان اذا قدم من سفر بدا بالمسجد فصلی فیہ رکعتین ثم اتی القبر فذکر مثلہ (رواہ ابویعلیٰ المطالب العالیہ فی المسندۃ صیح موقوف ۱/۳۷۱ ، رواہ ابن ابی شیبۃ ۳/۲۲۲)

ابن عمر رضی اللہ عنہ جب سفر سے آتے تو ابتدا مسجد سے کرتے۔ پھر اس میں دو رکعت نماز پڑھتے۔ پھر آپ کی قبر پر آتے۔ پھر اسی حدیث کے مثل بیان کیا۔

ایک اور روایت ہے :۔

ان ابن عمر کان لا یمرّ بقبرٍ الا سلّم۔ (عبدالرزاق ۳/۵۷۵ وسندہ صحیح)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کسی قبر سے نہیں گذرتے تھے مگر اس قبر پر سلام کرتے۔

حضرت عامر بن سعدؓ سے روایت ہے :۔

انہ کان یرجع من ضیعتہ فیمر بقبور الشہداء فیقول السّلام علیکم وانا بکم لاحقون ثم یقول لاصحابہ الا تسلّمون علی الشہداء فیردون علیکم۔ (رواہ ابن ابی شیبۃ ۳/۲۲۱ وسندہ جید)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ جب فوت شدہ کو دفنا کر واپس ہوتے تھے۔ پھر شہداء کی قبروں کے پاس سے گذرتے تھے تو کہتے تھے السلام علیکم وانا بکم للاحقون۔ پھر اپنے اصحاب سے کہا کرتے تھے کیا تم شہداء کو سلام نہیں کرو گے۔ پھر وہ تمہیں جواب دیں گے۔

حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ کے یہ الفاظ "فَیَرُدُّوْنَ عَلَیْکُمْ" حضرت ابوہریرہؓ والی حدیث کو مزید مضبوطی فراہم کرتے ہیں یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام والی حدیث کو یہ الفاظ تقویت دیتے ہیں۔

میری معترضین سے درخواست ہے کہ وہ فرقہ پرستی چھوڑ کر جماعت المسلمین میں شمولیت اختیار کرلیں تاکہ ان کے اعمال اور عقائد درست ہو جائیں۔

محمد اشتیاق امیر جماعت المسلمین

۱۰ ربیع الاخری ۱۴۱۸ھ